دہشت گرد مسلمان نہیں مغربی اقوام ہیں

اسکاٹ لینڈ۔ترقی یافتہ دنیا کا پرتشدد ترین ملک

شمالی آئرلینڈ میں کیتھولک فرقے نے دس سال میں پانچ ہزار لوگ قتل کیے

اسکاٹ لینڈ میں ہر ہفتے دو ہزار لوگ زخمی کیے جاتے ہیں

آپ کو اسکاٹ لینڈ کے کسی نہ کسی گھر میں کسی نوجوان کے قتل پر سوگ ہوتا نظر آئے گا یا کسی جھگڑے کی صورت میں نوجوان کے حوالات میں بند ہونے پر پریشانی نظر آئے گی فی الحال یہ صورت حال ملک کے امیر علاقوں اور سیاحوں کی نظروں سے اوجھل ہے مگر کب تک ______ اسکاٹ لینڈ ترقی وغیرہ ترقی یافتہ ممالک کا واحد ملک ہے۔ جہاں کوئی گھر ایسا نہیں جس کا کوئی نہ کوئی فرد قاتل، مقتول یا مجروح نہ ہو۔ان گھروں میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس کے در و دیوار نے سسکیوں اور ہچکیوں کی آواز نہ سنی ہو۔فرق یہ ہے کہ کسی گھر میں موت کا استقبال ہوتا ہے یا زخمی عزیز کا اور کسی گھر میں ہتھکڑیوں کی جھنکار کا۔ مارنے والے اور مرنے والے ایک دوسرے کے ہمسائے ہیں، ہم وطن ہیں اور ایک ہی نسل کے لوگ ہیں۔

۱۹۷۰ء کی دہائی میں اسکاٹ لینڈ کی ٹارٹان آرمی [Tartan Army] نے قومی فٹ بال ٹیم کا پیچھا کیا جو کہ ٹھگوں کا بھیس بدل کر لندن کی گلیوں میں سوئے ہوئے معصوم لوگوں کو دہشت زدہ کرتے تھے۔اس کے برعکس ۱۹۹۰ء کی دہائی میں Strthclyde پولیس نے اپنے ایک چھوٹے سے آپریشن میں نوجوانوں سے ٹنوں کی مقدار میں چھریاں، تلواریں اور خنجر برآمد کیے۔

اسکاٹ لینڈ کا کوئی مصنف یا فن کار اگر اس تاریکی کی تصویر کشی کرنے کی ہمت کرتا ہے جو وہاں کی مجموعی نفسیاتی کیفیت کی وجہ سے دلوں میں بیٹھ گئی ہے تو فوری طور پر اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اسکاٹ لینڈ میں تیزی سے بڑھتی ہوئی شرح قتل پر تین رپورٹیں شائع ہوئی ہیں جنھیں کسی طور پر نظر

اندازنہیں کیا جاسکتا۔ پہلی رپورٹ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا سے شائع ہوئی ہے جس کے مطابق اسکاٹ لینڈ میں قتل کی شرح امریکہ اوراسرائیل جیسے ممالک سے بھی زیادہ ہے۔ دوسری رپورٹ UNO نے جاری کی جس میں اسکاٹ لینڈ کوترقی یافتہ دنیا کا سب سے پرتشددترین ملک قرار دیا گیا ہے۔ تیسری رپورٹ جو عالمی ادارہ صحت [WHO] نے جاری کی اس کے مطابق کسی بھی انسان کو انگلستان اور ویلز کے مقابلے میں اسکاٹ لینڈ کے علاقوں میں پرتشدد قاتلانہ حملوں کا تین گنا زیادہ خطرہ ہے۔ نیز اسکاٹ لینڈ میں ہر ہفتے دو ہزار افراد پرتشدد حملوں کا شکار ہوتے ہیں۔[Dawn]

ماہرین کے مطابق اس صورت حال کا سبب یہ ہے کہ ایک منظم منصوبے کے تحت نچلے طبقات پر مشتمل روایتی شہری مراکز کوختم کر کے ان مراکز میں امیروں کو آباد کر دیا گیا۔ دنیا بھر میں امراء شہر سے دور نواحی علاقوں Country Side میں رہتے ہیں جو مہنگے علاقے ہوتے ہیں اور مزدور پیشہ طبقات شہری مراکز میں رہتے ہیں۔ جہاں سامان زندگی سستا لیکن ہنگامہ زندگی کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور سکون میسر نہیں آتا۔ لیکن یہاں الٹا معاملہ ہوا۔ جنگ کے بعد رہائشی منصوبہ بندی میں متوسط کام کرنے والے طبقات کو تجارتی مقاصد کی خاطر دور دراز علاقوں میں پھینک دیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ طبقہ مرکزی علاقوں سے غائب ہو گیا۔ مثال کے طور پر ایڈن برگ کے مرکز میں تجارتی مقاصد اور کانفرنسوں کے لیے toll cross district کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔ کمزور طبقات کی شہری مراکز سے بے دخلی اور منتقلی کے باعث سماجی مسائل بھی شہر سے دور دراز علاقوں میں منتقل ہو گئے جو کہ سیاحوں، پیشہ ور افراد اور ذرائع ابلاغ کی نظروں اور ذہن دونوں سے اوجھل ہو گئے۔

مگر ایسا کیوں ہے کہ اسکاٹ لینڈ میں برطانیہ کی نسبت قتل کی شرح تین گناہ زیادہ ہے۔ اسکاٹ لینڈ کبھی بھی پرتشدد نفسیاتی مسائل کا شکار ملک نہیں رہا ہے اور بہت زیادہ شراب نوشی کو اس کا سبب قرار دینا بھی درست نہیں ہے کیوں کہ انگلینڈ میں اسکاٹ لینڈ سے زیادہ شراب نوشی کی جاتی ہے۔ اسکاٹ لینڈ میں غنڈہ گردی، تشدد، قتل وخون اور دہشت گردی کے راج کی وجوہات تلاش کرنے والے سماجی وثقافتی اور نشریاتی ماہرین نے اسے غربت، گنجان آبادیاں اور کم سہولتوں سے جوڑ دیا ہے۔ ان کے خیال میں محرومی کے اس ماحول میں برادری یا قبیلے کے بجائے فرد کی ذات اہم ترین حیثیت اختیار کر لیتی ہے اور لوگ اپنی زندگی کو معنی دینے کے لیے مختلف قسم کے ناٹک رچاتے ہیں۔ معاشرے میں نمایاں مقام حاصل کرنے کا اہم ترین ذریعہ تشدد اور دھوکہ دہی بن جاتے ہیں۔ یہ وہی تجزیہ ہے جو مغربی ماہرین اسلامی دہشت گردی کے جواز میں پیش کرتے ہیں کہ گنجان آبادی غربت سماجی مسائل لوگوں کو جہاد پر مائل کرتے ہیں اور اس کا واحد علاج مادی سہولیات کی فراہمی ہے۔ ان مادہ پرست مغربی ماہرین بشیریات کا تجزیہ یہ ہے کہ گذشتہ کئی سالوں سے اسکاٹ لینڈ میں کھیل اور تعلیمی ثقافتی سرگرمیاں مفقود ہوتی

جارہی ہیں جو کہ مثبت سرگرمیوں کا ذریعہ ہوا کرتے تھے۔ دور دراز مقامات پر آباد کردہ رہائشی علاقے معاشی فوائد کے لحاظ سے محروم ہیں۔ لہٰذا ان علاقوں میں ثقافتی سرگرمیاں معطل ہیں۔ گویا ان تمام مسائل کا حل صرف سہولیات فرج و شکم کی کثرت سے فراوانی میں چھپا ہوا ہے۔ مغربی تہذیب مادہ پرست تہذیب ہے جو جبلتوں سے اوپر نہیں اٹھ سکتی۔ لہٰذا اسے تمام مسائل کا سبب صرف مادی سہولیات میں کمی اور غربت میں نظر آتا ہے۔ لہٰذا اس کا حل صرف پیسہ ہے جس سے مادی آسائشوں میں اضافہ کر دیا جائے۔

گارجین نیوز سروس کے مطابق شمالی سرحدی علاقے میں چھری ہتھیار رکھنے کی روایت بھی ہے گلاسگو میں آج بھی چھری رکھنا کوئی خاص جرم تصور نہیں کیا جاتا۔ اس تصور کی جڑیں شہروں کے صنعتی ماضی میں اوزاروں کے استعمال کی روایت سے ملتی جلتی ہیں۔ ابھی تک اسکاٹ لینڈ میں پستول رکھنے کا رجحان مانچسٹر، ڈربن اور لندن جیسا نہیں ہے۔ یہ تصور ہی خطرناک ہے کہ اگر ایسا ہو گیا تو ممکنہ دہشت گردی اور تشدد انگیز کارروائیوں کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا صرف چاقو، چھری اور خنجر کی دقیانوسی ثقافت کے ذریعے دو ہزار لوگ ہر ہفتے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں اگر ان دہشت گردوں کو خود کار ہتھیار مہیا ہو گئے تو کتنے لوگ ہلاک ہوں گے اس کا تصور بھی نہایت ہوش ربا ہے۔

اسکاٹ لینڈ میں دہشت گردی کا ذمہ دار کون ہے؟ وہاں نہ کوئی مسلمان ہے نہ مدرسہ نہ مسجد نہ مولوی، نہ مجاہد نہ غازی نہ اسلامی تحریکیں یہ سب ایک جدید ترقی یافتہ ملک کے مہذب شہری ہیں جو جدید تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہیں یہ بہت مہذب اور متمدن شہری اتنے وحشی کیوں ہیں؟ عالم اسلام کے کسی ملک میں اس قسم کی دہشت گردی کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جبکہ عالم اسلام کے بیشتر ملکوں میں فی کس شرح آمدنی اسکاٹ لینڈ سے کم مادی آسائشیں اور سہولیات زندگی اسکاٹ لینڈ کے مقابلے میں صفر اور جرائم غنڈہ گردی کی شرح بھی صفر ہے۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ ان مسائل کا تعلق لوگوں کے تصور مابعد الطبیعیات سے ہے۔

اسکاٹ لینڈ سے ملتا جلتا یہی حال شمالی آئر لینڈ کا ہے جو برطانیہ کی نوآبادیات ہے۔ برطانیہ نے آئر لینڈ کے ۲۶ قصبات کو آزادی عطا کر دی لیکن صرف چھ قصبات کو اپنے قبضے میں رکھا۔ جہاں پروٹسنسٹ فرقے کی اکثریتی آبادی ہے۔ کیتھولک فرقے نے اس قبضے کے خلاف IRA تشکیل دی تاکہ متحدہ آئر لینڈ کی بنیاد رکھی جائے۔ IRA کی مسلح جدوجہد ۱۹۱۶ء سے ۲۰۰۵ء تک جاری رہی۔ مسلح جدوجہد کے دوران کیتھولک فرقے کی مسلح تنظیم نے ہزاروں مخالفین کو قتل کیا۔ صرف ۱۹۷۲ء سے ۲۰۰۰ء تک ۲۹ ۴۵ افراد آئی آر اے نے ہلاک کیے۔ لیکن اس دہشت گردی، تشدد، بربریت اور بہیمیت کے خلاف مغربی ذرائع ابلاغ خاموش رہے۔ یہ دہشت گردی کرنے والے مسلمان، مولوی اور اسلامی تحریکیں نہیں تھیں لیکن مغربی اخبارات اور ذرائع ابلاغ کے پیمانے مختلف

ہیں۔مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینے والے بھول جاتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ کی بدترین دہشت گرد حکومتیں امریکی اور یورپی حکومتیں ہیں جنھوں نے دو ارب پچھتر کروڑ لوگوں کا قتل عام کیا............دنیا کا پرتشدد ترین ملک اسکاٹ لینڈ ہے............آئرلینڈ میں تشدد کی ایک ایسی تاریخ رقم کی گئی جو آج تک کسی ملک میں تحریر نہیں کی گئی اس کے باوجود دہشت گرد مسلمان ہیں ایک یہ تاریخی جھوٹ ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جسٹس جاوید اقبال، جاوید احمد غامدی، مولانا وحید الدین خان، ضیاء الدین سردار کو امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں مرنے والے تین ہزار لوگ اور برطانیہ میں مرنے والے ۵۲ لوگ نظر آتے ہیں لیکن اسکاٹ لینڈ، آئرلینڈ میں مہذب قوموں اور عیسائیوں کے ہاتھوں مرنے والے نظر نہیں آتے، انھیں امریکہ کے نو کروڑ سرخ ہندی نظر نہیں آتے، جن کے زمین، املاک، سونے کی کانوں پر مہذب یورپیوں نے قبضہ کرلیا اور انھیں تڑپا تڑپا کر ہلاک کیا، اس ظلم کی داستان مائیکل مین کی کتاب The Dark Side of Democracy میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے اور ساحل کے شمارہ اگست ۲۰۰۵ء میں سینکڑوں حوالوں سے یہ داستان تحریر کی گئی ہے۔انھیں امریکی اور مغربی یورپی اقوام کے ہاتھوں مارنے جانے والے ایک ارب پچھتر کروڑ انسان نظر نہیں آتے، یورپی ممالک کا ذکر کرتے ہوئے یہ دانشوران کی بہیمیت وسفا کی بھول جاتے ہیں، انھیں یورپی قوموں کی ''انسانیت'' نظر نہیں آتی، وہ یورپ اور امریکہ کی بہیمیت کو تہذیب کہتے ہیں جب کہ مار ماڈیوک پکتھال مغربی تہذیب کو تہذیب کے بجائے بہیمیت قرار دیتے ہیں ان دانشوروں کو تمام عیوب و نقائص صرف مسلمانوں میں نظر آتے ہیں۔

مولانا ظفر علی خان کے الفاظ میں گوری چمڑے والے مہذب ڈاکو انھیں انسانیت کے علمبردار نظر آتے ہیں۔ یہ مفکرین یورپی اقوام کی تاریخی دہشت گردی سے یا تو واقف نہیں ہیں یا واقف ہوتے ہوئے بھی انجان بنے ہوئے ہیں۔اگر فی الواقع ایسا ہے تو یہ سفاکی کی انتہا ہے۔

اشراق، الرسالہ، الشریعہ مسلسل دہشت گردی کے سلسلے میں عالم اسلام اور مسلمانوں کو مطعون کر رہے ہیں اور مغربی اقوام کے مذہب انسانیت کی مسلسل وکالت کر رہے ہیں لیکن ان تینوں رسائل نے آج تک مغربی اقوام کی دہشت گردی کی تاریخ کے بارے میں ایک سطر نہیں لکھی۔ایک مضمون بھی شائع نہیں کیا۔ یہ مغرب کی انسانیت پر بلا دیکھے ایمان لانے والے ہیں۔عین الیقین کے بغیر ایمان، ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے لیکن یہ ایمان صرف مغرب کے لیے کیوں مخصوص ہے۔ یہ ایمان عالم اسلام کے لیے بھی رکھا جائے تو اس میں کیا ہرج ہے۔اشراق، الرسالہ، الشریعہ کی دلآزار تحریریں صرف مسلمانوں کو دکھ دینے کے لیے لکھی جاتی ہیں۔ یہ دکھ کبھی ان قوموں کی طرف منتقل نہیں ہوتا جنھوں نے دنیا کو خاک وخون کے سوا کچھ نہیں دیا۔

ساحل نومبر ۲۰۰۵ء